تقریر

تقریر بابت عبادات
وقت 5-7منٹ

”مساجد تو دراصل بیت ُالمساکین ہوتی ہیں“

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ (التوبہ:18)

اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یومِ آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔ پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

تقوی یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اِس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لئے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
چھوڑو غرور کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

معزز سامعین! آج مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد میں سے ایک تربیتی و اصلاحی فقرہ **”مساجد تو دراصل بیت ُالمساکین ہوتی ہیں“** کو اپنی گفتگو کا عنوان بنایا ہے۔

قبل اس کے کہ مَیں اس موضوع پر گفتگو کروں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ ارشاد پڑھ کر سناؤں جس سے یہ جملہ خاکسار نے اخذ کیا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”غرباء نے دین کا بہت بڑا حصہ لیا ہے بہت ساری باتیں ایسی ہوتی ہیں جن سے امراء محروم رہ جاتے ہیں وہ پہلے فسق وفجور اور ظلم میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں صلاحیت تقویٰ اور نیاز مندی غرباء کے حصہ میں ہوتی ہے پس غرباء کے گروہ کو بدقسمت خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ سعادت اور خدا کے فضل کا بہت بڑا حصہ اس کو ملتا ہے۔ یاد رکھو! حقوق کی دو قسمیں ہیں ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ میں بھی امراء کو دقّت پیش آتی ہے اور تکبّر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ ان کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دراصل بیت ُالمساکین ہوتی ہیں اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصہ نہیں لے سکتے۔ غریب آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لیے تیار رہتا ہے، وہ پاؤں دبا سکتا ہے، پانی لا سکتا ہے، کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقع ملے تو اس میں بھی اُسے

دریغ نہیں ہوتا لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ و عار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جاویں گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 202،203)

سامعین! اوپر پڑھے جانے والے ارشاد میں عنوان کی وجہ تسمیہ تو سمجھ میں آرہی ہے اور عنوان میں استعمال ہونے والے الفاظ بہت سادہ اور عام فہم ہیں لیکن مضمون کو بہتر رنگ میں سمجھنے کے لیے الفاظ کے لغوی و اصطلاحی معانی جاننے ضروری ہیں۔ مساجد، مسجد کی جمع ہے جس کے معانی مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحج آیت 41 میں مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لیے مساجد کا لفظ استعمال فرمایا ہے جبکہ دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کے لیے صَوَامِع، بِیَعٌ اور صَلَوٰت کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جن کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بالترتیب راہب خانے، گرجے اور یہودیوں کے معابد کے کئے ہیں۔ مساجد ایک اجتماع کی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لیے امیر، غریب، صاحبِ حیثیت، اثر و رسوخ رکھنے والے، محنت مزدوری کرنے والے اور اعلیٰ و نیچ ذات والے یا پیشہ والے سب لوگ جمع ہوتے ہیں اور کندھے سے کندھا اور پاؤں سے پاؤں ملا کر صف بندی کرتے ہیں تا ایک نمازی سے وہ نور دوسرے نمازی میں سرائیت کرتا چلا جائے جو امام سے نکلا ہے۔ یہاں مساجد سے مخصوص میناروں، گنبدوں اور محرابوں والی عمارتیں تو مراد ہیں ہی لیکن تمام نماز گاہیں بھی مراد ہیں جو ہال نما ہوں یا نماز سینٹرز ہی ہوں۔ جماعت احمدیہ میں بعض مقامات پر مسجد کے لیے بیت اللہ کی طرز پر بیت کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے پاکستان میں احمدیوں کو اپنی عبادت گاہوں کے لیے مسجد کا لفظ استعمال کرنے یا بولنے اور لکھنے پر پابندی ہے اس لیے وہاں بیت کا لفظ استعمال کرتے ہیں جس کے معنی گھر کے ہیں۔ لغات میں نجی گھر یا نجی رہائش کے معانی بھی لکھے ہیں۔ یوں گھروں میں نماز سینٹرز بھی بیت الذکر کے زُمرے میں آتے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

مساکین، مسکین کی جمع ہے۔ عمومی طور پر ہماری زبان میں جس کا باپ وفات پا گیا ہو اُسے یتیم اور جس کی اُمّی وفات یافتہ ہو اسے ’’مسکین‘‘ بولتے ہیں۔ مگر اہلِ لغت کے نزدیک مسکین کا لفظ محتاج، غریب، نادار، عاجز، مفلس، تنگ دست، ناچیز، منکرُ المزاج اور خاکسار کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ان معنوں میں عنوان بالا کا آسان فہم مفہوم یہ ہو گا کہ مسلمانوں کی عبادت گاہیں حقیقتاً کمزور، غریب اور مفلس لوگوں کا گھر ہوتا ہے جہاں وہ آسانیاں محسوس کرتے ہیں۔

سامعین! یہی وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اوپر بیان ہونے والے ارشاد میں بیان ہوا ہے کہ اوّل تو مساجد میں زیادہ تر غریب اور فقیر لوگ ہی نظر آتے ہیں اور امیر و دولت مند آ بھی جائیں تو سب سے پہلے اپنے لیے مناسب جگہ تلاش کرتے ہیں۔ صف کے دو، سروں پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ جس طرف امیر، دولت مند یا اچھی ذات والا کھڑا ہو اُس طرف نماز میں شامل ہوتے ہیں۔ جبکہ صف بندی کے بھی کچھ اصول اسلام نے وضع فرما رکھے ہیں اوّل تو امام کے عین پیچھے سے صف کا آغاز کریں۔ دوم دونوں سِرے برابر ہوں اور سوم اگر دونوں سرے برابر ہوں تو دائیں طرف شامل ہونے کی ہدایت ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حتّی الامکان تمام کام دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے یہاں تک کہ وضو، غسل کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں بھی۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث 478)

سامعین! اپنے سے کمزور اور حقیر بندے کے ساتھ عزت سے پیش آنے کی تلقین اسلامی تعلیم میں ملتی ہے۔ غریبوں اور کمزوروں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔ کسی نبی کے دین میں شامل ہونے والے پہلے کمزور، غریب اور مفلس لوگ ہی ہوتے ہیں۔ اسلام کا جب آغاز ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے بھی غریب اور مفلس لوگ ہی تھے۔ انہی غریب لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شکوہ کیا تھا کہ حضورؐ! امراء اپنے اموال سے قربانی کرتے ہیں اور ہم اس ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کو یہ نسخہ بتایا کہ ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 دفعہ الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ جب اس نسخہ کا صاحبِ حیثیت صحابہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ‘‘ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے)۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکر گزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 439)

مسکینوں کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنا تھا، اس کا اندازہ اس حدیث سے کریں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مساکین سے محبت کیا کرو۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ. یعنی اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ، مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے گروہ ہی سے اٹھانا۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد مجالسۃ الفقراء)

سامعین! اب مَیں آپ حاضرین کے سامنے ایک بہت اہم قابلِ ذکر حدیث رکھنے لگا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَاءِکُمْ“ کہ مجھے کمزوروں میں تلاش کرو یعنی مَیں اُن کے ساتھ ہوں اور اُن کی مدد کرکے تم میری رضا حاصل کرسکتے ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ کمزوروں اور غریبوں کی وجہ سے تم خدا کی مدد پاتے ہو اور اس کے حضور رزق کے مستحق بنتے ہو۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 717)

ایک حدیث میں یہ روایت قدرے مختلف الفاظ میں آئی ہے۔ لکھا ہے کہ ایک کافر مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملنے مدینہ آیا۔ اُسے اسلام کا پیغام مل چکا تھا۔ اُس نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غربا میں دیکھا گیا تو مَیں ایمان لے آؤں گا اور امراء اور صاحبِ حیثیت میں موجود ہوا تو اس میں اور دیگر سرداروں میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ چنانچہ لکھا ہے اس کی نظر جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی۔ اس وقت آپؐ غرباء کی محفل میں تھے اور وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر ایمان لے آیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لیے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہوگا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے! اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا۔ اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہیئے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 370)

سامعین! جیسا کہ اوپر ہم سن آئے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو غرباء، مفلسین اور کمزور لوگ بہت پسند تھے۔ اُن کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے۔ اُن کی حوصلہ افزائی کرتے اور دلجوئی کرتے نظر آتے۔ ایک دفعہ ایک غریب حبشی خاتون جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ کچھ دن نظر نہ آئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ حضورؐ! وہ وفات پاگئی ہے رات کا وقت تھا۔ سیکیورٹی کی وجہ سے آپؐ کو بتانا مناسب نہیں سمجھا گیا تو اس کی تدفین کردی گئی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اس کی قبر کی نشان دہی کرو۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضورؐ اس کی قبر پر تیز قدموں کے ساتھ تشریف لے گئے اور لمبی دعا کروائی۔

(مسلم کتاب الجنائز)

آپؐ نے ایک دفعہ فرمایا کہ جنت میں بھی اکثریت مَیں کمزور اور غرباء کی پاتا ہوں اور فرمایا کہ مَیں اور یتیم کی دیکھ بھال میں لگا رہنے والا شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جیسے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی ملی ہوئی ہوتی ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 724)

آپؐ نے فرمایا مسلمانوں میں سے سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بُرا سلوک کیا جائے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 725)

سامعین! جنت اور یتیم و فقراء کی بات چلی ہے تو ایک دو حدیث اور پیش کر کے مضمون کے دوسرے حصہ میں داخل ہوتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جنّت میں بسنے والے کمزور لوگ جب اپنے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے کسی چیز کی قسم کھائیں تو اللہ تعالیٰ اُن کی قسم کی لاج رکھتا اور اُسے پورا کر دیتا ہے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 716)

پھر فرمایا جس میں یہ تین باتیں ہوں تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اُسے جنت میں داخل کرے گا وہ یہ ہیں: 1۔ جو کمزوروں پر رحم کرے، 2۔ ماں باپ سے محبت کرے اور 3۔ خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔

(حدیقۃُ الصالحین حدیث 735)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مذکورہ بالا ارشاد میں اِس مفہوم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنت میں جاویں گے۔"

اس فقرہ کو اوپر بیان تمام مضمون کا خلاصہ بھی کہا جاسکتا ہے۔ وہ حدیث یوں ہے کہ فقراء جنّت میں مالداروں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے اور قیامت کے آدھے دن کے برابر ہوگا۔

(ترمذی کتاب الزھد)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی یتیموں، مسکینوں، غرباء اور کمزور لوگوں سے حسنِ سلوک کی تعلیم دی ہے۔ جیسے سورۃ النساء آیت 37 میں والدین، قریبی رشتہ داروں، یتیموں، مساکین، رشتہ دار ہمسائیوں، غیر رشتہ دار ہمسائیوں، ہم جلیسوں، مسافروں اور غلاموں سے نیک سلوک کا برتاؤ کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ سورۃ الدھر آیت 9 میں مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

"وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا (الدھر: 9) اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہو کر بے دست و پا ہو جاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کے قابل نہیں رہتے۔ اس وقت ان کی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح اولاد جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کر سکتی اگر یہ اس کی تربیت اور پرورش کے سامان نہ کرتے تو وہ گویا یتیم ہی ہے۔ پس ان کی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 599)

یہی وہ غرباء اور مساکین ہوتے ہیں جن کی اشاعتِ دین کے لیے دی گئی پائی پائی کی قربانی جب دوسروں کی قربانی کے ساتھ ملتی ہے تو پہاڑ بن کر سامنے آتی ہے جو رنگ دکھاتی ہے اور انبیاء، رُسُل اور اللہ کے نمائندوں اور خلفاء کی معاونت کرتیں اور اُن کا دین دنیا میں پھیلتا نظر آتا ہے۔

سامعین! لغات میں فقیر، غریب، مسافر، عابرِی السبیل کے الفاظ ایسے لوگوں کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں جو دنیا سے بیزار ہو کر دین کے ہو چکے ہوں۔ جیسے قادیان کی ایک شاعرہ منصورہ فضلِ مَن صاحبہ نے لکھا ہے کہ:

تیرے در کی مولیٰ فقیر ہوں
مجھے اپنے قرب کا جام بخش

ایسے لوگوں سے بھی ہمدردی رکھنا، اِن سے پیار سے پیش آنا، ان کو مقام و مرتبہ دینا بھی جنت کی راہ دکھلاتا ہے۔
ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غریبوں مسکینوں سے ہمدردی کی کئی مثالیں ہیں۔ حضرت عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ لکھتے ہیں کہ بعض اوقات دوا پوچھنے والی دروازہ پر زور سے دستک دیتیں کہ مرزا جی! دروازہ کھولیں۔ آپ اس طرح اٹھتے کہ کسی مطاعِ ذی شان کا حکم آیا ہے۔ ہمارے ہاں پڑھے لکھے لوگوں کو وقت کی پروا نہیں۔ وہ اپنی زبان میں باتیں کئے جاتی تھی۔ ایک بار حضرت مسیح موعودؑ کے پاس کچھ عورتیں آئیں۔ اندر سے بھی ملازمائیں آگئیں۔ حضرت صاحب مستعد کھڑے ہیں اور کوئی تین گھنٹے تک ہسپتال جاری رہا۔ اس وقت آپ کو ایک اہم مضمون لکھنا تھا۔ آپ نے کہا یہ بھی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں ہسپتال نہیں مَیں ان کے لیے انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں۔ مومن کو سُست نہیں ہونا چاہیے۔
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:
"مَیں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے ایک دوسرے کو چھوٹا بڑا سمجھیں۔ بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات مسکینی سے سنے اور کوئی بات چڑ کی منہ پر نہ لائے۔ وہ جماعت نہیں ہو سکتی کہ ایک دوسرے کو کھائے اور ایک دوسرے کا گلہ کریں۔ ایک دوسرے کو حقارت سے دیکھیں۔ غریبوں کا فرض ہے کہ معزز بھائیوں کی عزت کریں۔ امیروں کا فرض ہے کہ غریبوں کی مدد کریں فقیر اور ذلیل نہ سمجھیں۔ وہ بھی بھائی ہیں۔"
الحمد للہ جماعت احمدیہ کے ایک ذیلی ادارے ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت دنیا کے پسماندہ ممالک سمیت ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک میں غریب، نادار، بیوگان، یتامیٰ، بزرگان کو مسیح موعودؑ کے دستر خوان سے کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔ سینکڑوں، ہزاروں خاندانوں کو ماہانہ راشن فراہم کیا جاتا ہے۔ ذیلی تنظیموں اور جماعتی شعبہ خدمتِ خلق کے تحت رمضان، عیدین اور دیگر اہم مواقع پر اپنے نادار بہن بھائیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔
سامعین! تقریر کے آخر پر امراء اور صاحبِ حیثیت و ثروت کی اسلام احمدیت کے لیے مالی، جانی، وقتی قربانیوں کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ جماعت احمدیہ کی خاطر خون کی قربانی کرنے اور شہادت کا درجہ پانے والوں میں صاحبِ ثروت بھی موجود ہیں۔ مالی قربانی کرنے میں بھی یہ لوگ پیش پیش نظر آتے ہیں۔ اپنے بچوں کو اسلام کے لیے وقف کرنے میں بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ الغرض ہر قربانی میں وہ صفِ اوّل میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اس قربانی، اسلام کی خاطر محبت اور فریفتہ ہونے کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے جس کا ذکر مَیں اوپر کر آیا ہوں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غریب اور بے کس صحابہ کو تسبیحات بتلائیں تو امراء نے بھی ان کو اپنا لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ سے ان امراء کی محبت تھی۔ یہ رسولِ خداؐ سے عقیدت کا ہی نظارہ تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری جماعت میں اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کے دل اپنے غریب مسکین بہن بھائیوں کے لیے کھولتا ہے اور وہ کسی بھی قسم کی تنگی کی فکر سے بالکل بے نیاز ہو کر مالی قربانی کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو دیتا بھی ہے اور وہ اس قربانی پر خوش ہوتے ہیں۔ اگر فوری ان کو نتیجہ نہیں بھی ملتا تو پھر کچھ عرصہ بعد ان کی وہ خواہشات بھی پوری ہو جاتی ہیں جن کو قربان کر کے انہوں نے وہ مالی قربانیاں اپنے ساتھیوں کے لیے کی ہوتی ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
"سچے نیکوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ خدا کی رضاجوئی کے لئے اپنے قریبیوں کو اپنے مال سے مدد کرتے ہیں اور نیز اس مال میں سے یتیموں کے تعہّد اور ان کی پرورش اور تعلیم وغیرہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں، یعنی ان کو پالتے پوستے ہیں اور مسکینوں کو فقر و فاقہ سے بچاتے ہیں۔ اور مسافروں اور سوالیوں کی خدمت کرتے ہیں۔"
(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 357)
سامعین! حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سورۃ الروم کی آیت نمبر 39-40 کا ترجمے کے ساتھ وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:
"اس کا ترجمہ ہے کہ پس اپنے قریبی کو اُس کا حق دو نیز مسکین اور مسافر کو۔ یہ بات اُن لوگوں کے لیے اچھی ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ اور اگلی آیت میں ہے کہ تم جو سود کے طور پر دیتے ہو تاکہ لوگوں کے اموال میں مل کر وہ بڑھنے لگے تو اللہ کے نزدیک وہ نہیں بڑھتا اور اللہ کی رضا چاہتے ہوئے تم جو کچھ زکوٰۃ دیتے ہو تو یہی لوگ ہیں جو اُسے بڑھانے والے ہیں۔
یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ توجہ دلائی ہے کہ اپنے قریبیوں کو، ضرورت مندوں اور مسکینوں کو، مسافروں کو ان کا حق دو۔ اور حق کیا ہے؟ ان کا حق یہ ہے کہ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جو لوگ بہتر حالت میں ہیں، جن کی مالی حالت بہتر ہے، جو مالی کشائش رکھتے ہیں وہ اپنے غریب بھائیوں کے لئے خرچ کریں۔ وہ اس طبقے کے لئے خرچ کریں جن میں قریبی بھی ہیں، ضرورت مند بھی ہیں، مسکین بھی ہیں، مسافر بھی ہیں۔ کیونکہ اگر معاشرے کے ہر طبقے کا خیال نہیں رکھتے، اپنے بھائیوں کو معاشرے

میں ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دیتے ہو تو یہ چیز ایسے کمزور طبقے کو پھر جرائم پر مجبور کرے گی۔ اپنی اور اپنی بیوی بچوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے وہ بعض ایسے کام کرنے پر مجبور ہوں گے جس سے معاشرے کا امن برباد ہو گا۔ غریب اور ضرورت مند طبقہ اپنی ضروریات پوری نہ ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ اپنے سے بہتر کے لئے، امیروں کے لئے، دلوں میں بغض اور کینے پال رہا ہوتا ہے۔...اور اسی طرح جو صاحب حیثیت مسلمان ہے اُس کے لئے اپنے مال میں سے قریبیوں اور ضرورت مندوں کے لئے بھی خرچ کرنا انتہائی ضروری ہے بلکہ فرض ہے۔ غریبوں اور مسکینوں اور کمزور طبقے کا خیال رکھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ یہ طبقہ ہی ہے جو ملکی معیشت کی بہتری کے لئے خدمت کر رہا ہوتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 8 جون 2007 ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"ایک روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ انسان کی بد بختی کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔(مسلم کتاب البر و الصلة حدیث 6346)غریبوں اور مسکینوں کو جو بعض لوگ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اُن کے لیے بڑی فکر والی بات ہے۔

میں ضمناً یہاں یہ ذکر کر دوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں یتیموں کی خبر گیری کا نظام ہے، پاکستان میں بھی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے جو باقاعدہ جائزہ لے کر ان کی تعلیم کا، ان کے رہن سہن کا مکمل خیال رکھتی ہے اور اسی طرح دوسرے ممالک میں بھی، خاص طور پر افریقن ممالک میں بھی اللہ کے فضل سے کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی ضروریات پوری کی جائیں۔ اس کے لئے یتامیٰ کی خبر گیری کے لئے ایک فنڈ ہے، اس میں بھی احباب جماعت کو دل کھول کر مدد کرنی چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ یتیموں کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔

.....یہ یتیموں، غریبوں اور مسکینوں سے حسن سلوک ہے جو یقیناً ان حسن سلوک کرنے والوں کے لئے جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس دار السلام کی خوشخبری دیتے ہیں کہ انہوں نے چند لوگوں کی بہتری اور سلامتی کے لئے کوشش کی، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کی۔

ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا جو کمزوروں پر رحم کرے، ماں باپ سے محبت کرے اور خادموں اور نوکروں سے اچھا سلوک کرے۔"

(خطبات مسرور جلد پنجم صفحہ 230 خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 2007ء)

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم غریبوں اور فقیروں کی طرح عاجزی، انکساری اور فروتنی اختیار کئے رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: تمثیل احمد)